# نوٹس: شرح عقائد نسفی سوالاً جواباً

مؤلف: احمد نواز قادری عطاری

مزید نوٹس کے لیے رابطہ کریں:

← 0302-4154930 یا گوگل پر اُردو میں سرچ کریں:

احمد نواز قادری عطاری کے نوٹس

AL- FAREED ONLINE ACADEMY

## کلماتِ آغاز

الحمد للہ "**الفرید آن لائن اکیڈمی**" بہت ساری درسی کتب کے سوالاً جواباً نوٹس بنا چکی ہے، بالخصوص تخصص یعنی مفتی کورس میں پڑھائی جانے والی کتب کے آسان فہم نوٹس اور تراجم۔ ہمارا یہ سلسلہ آگے جاری ہے، ان شاء اللہ ہم مکمل درس نظامی کتب کے نوٹس شائع کریں گے تاکہ طلبا و طالبات کے لیے امتحان دینا آسان ہو جائے۔

### ہمارے بنائے ہوئے نوٹس کی خصوصیات:

← بورڈ کے سالانہ امتحان کے مطابق۔

← سوالاً جواباً، آسان فہم۔

← طوالت سے پاک۔

← تھوڑے ٹائم میں مکمل تیاری۔

← باقاعدہ کسی جامعہ میں نہ پڑھنے والے طلبا کے لیے بہت مفید۔

← پوری کتاب کا چند صفحات میں مکمل خلاصہ۔

← اہم اور ضروری ابحاث کا ذکر۔

**نوٹ:** ذہین اور باقاعدہ مدارس میں پڑھنے والے طلبا صرف ان نوٹس پر اقتصار نہ کریں بلکہ سو فیصد کامیابی اور ایک کامیاب مدرس بننے کے لیے کتاب کی طرف ضرور مراجعت کریں۔

العبد الفقیر احمد نواز قادری عطاری

# شرح عقائد نسفی کے نوٹس

## سوال: شرح عقائد کے مصنف کا تعارف تحریر کریں؟

جواب: عقائد کے مصنف علامہ نجم الدین عمر بن محمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جبکہ شرح عقائد کے مصنف علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، دونوں کا تعارف درج ذیل ہے:

## عقائد کے مصنف کا تعارف

نام: عمر

والد کا نام: محمد

لقب: نجم الدین

کنیت: ابو حفص

نسبت: نسفی

مکمل نام: نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد بن احمد بن اسماعیل نسفی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ووفات: (461ھ، 537ھ)

### تعارف

علم الکلام کے ماہر، امام، محقق، مدقق نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ ماوراء النہر موجودہ ترکستان کے ایک شہر نسف میں پیدا ہوئے جس کو "نخشب" بھی کہا جاتا ہے۔، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تحصیل علم کے لئے مختلف شہروں کا سفر کیا اور اپنے دور کے بڑے بڑے علماء سے علم حاصل کیا جن میں فقہ حنفی کے عظیم امام صاحب ہدایہ جیسے اسماء بھی شامل ہیں، حتیٰ کہ اپنے زمانہ کے نحو، صرف، بیان، لغت اصول اور عقائد سمیت کئی علوم میں امام بن گئے۔

## حاضر جوابی کا ایک واقعہ:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:"حكي أنه أراد أن يزور جار الله العلامة الزمخشري في مكة، فلما وصل إلى داره دق الباب ليفتحوه ويأذنوا له بالدخول، فقال العلامة: من ذا الذي يدق الباب؟ فقال: عمر، فقال: انصرف، فقال نجم الدين: يا سيدي، عمر ما ينصرف فقال: إذا نكر ينصرف"(طبقات الحنفیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، ج2، ص532، دیوان الوقف السنی-عراق)

ترجمہ: منقول ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ شریف میں علامہ زمخشری سے ملاقات کا ارادہ کیا جب ان کے گھر پہنچے تو دروازہ پر دستک دی تاکہ اندر داخل ہو کر ملاقات کر سکیں۔ جواباً علامہ زمخشری نے کہا: کس نے دروازہ پر دستک دی ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عمر، انہوں نے کہا: "انصرف" یعنی واپس لوٹ جاؤ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عمر منصرف نہیں ہوتا، پھر علامہ زمخشری نے کہا: جب نکرہ لایا جائے تو منصرف ہوتا ہے۔یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جواب میں اشارہ کیا کہ لفظ "عمر" غیر منصرف ہے کیونکہ اس میں منع صرف کے دو اسباب یعنی علمیت اور عدل پائے جارہے ہیں۔

علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے محدث، مفسر اور کئی علوم کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھے شاعر بھی تھے، آپ نے اپنے اشعار میں نصیحت آموز باتیں ارشاد فرمائیں اور لوگوں کو نیکی و بھلائی کی طرف دعوت دی، چناچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی علم سے محبت اور قلبی لگاؤ کو بیان کرتے ہوئے اپنی ام ولد لونڈی سے فرماتے ہیں:

**علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار:**

(1) سَلاَمٌ عَلٰى مَنْ تَيَّمَتْنِي بِطَرْفِهَا

وَلَمْعَةِ خَدَّيْهَا وَلَمْحَةِ طَرْفِهَا

(2) سَبَتْنِي وَاَصْبَتْنِي فَتَاةٌ مَلِيْحَةٌ

تَحَيَّرَتِ الْاَوْهَامُ فِي كُنْهِ وَصْفِهَا

(3) فَقُلْتُ ذَرِيْنِي وَاعْذُرِيْنِي فَاِنَّنِي

شُغِفْتُ بِتَحْصِيْلِ الْعُلُوْمِ وَكَشْفِهَا

(4) وَلِي فِي طِلاَبِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ وَالتُّقٰى

غِنًى عَنْ غِنَاءِ الْغَانِيَاتِ وَعَرْفِهَا

(1) ترجمہ: سلام اس پر کہ جس کے رخساروں کی شادابی اور نگاہوں کی وجاہت نے مجھے گرویدہ بنالیا ہے۔

(2) ترجمہ: ایک خوبصورت ماہ جبیں نے مجھے اپنے عشق میں گرفتار کرلیا ہے کہ جس کے اوصاف کی حقیقت دیکھ کر عقلیں بھی حیران ہیں۔

(3)ترجمہ: لیکن میں نے اس سے کہہ دیا کہ مجھے چھوڑ دے اوراپنی محبت سے مجھے آزاد کر دے کیونکہ میں اب علم حاصل کرنے اور اس کے غوامض کو عیاں کرنے میں مگن ہوں۔

(4)ترجمہ: اکتساب علم وفضل اور تقویٰ نے مجھے حسین و جمیل عورتوں کے نغموں اور مسحور کن خوشبوؤں سے بے نیاز کر دیا ہے۔

## اساتذہ

صدرالاسلام ابو یسر محمد بزدوی، ابو محمد اسماعیل بن محمد تنوخی نسفی ابو علی حسن بن عبدالملک نسفی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی امام ابو محمد عبدالرحمن بن عبدالرحیم عصار، ابوالحسن علی ابن یوسف بن محمد بنکتی، ابو حامد احمد بن حمزہ بن محمد بن اسحاسق بن احمد المطوعی الروذباری، ابو جعفر محمد بن عبدالرحیم بن محمد بن احمد الجرجساری، ابو محمد عبدالرحمن بن یحیی بن یونس الحبکلی الخطیب، صابر بن احمد بن محمد بن احمد بن علی بن اسماعیل الدرغمی، ابو نصر احمد بن عثمان بن احمد المستوفی الدّخَکتی، ابوالحسن علی بن عالم بن بکر الفاغی سمرقندی، محمد بن ابراہیم التوربشتی، مہدی بن محمد العلوی، عبداللہ بن علی بن عیسی النسفی، علی بن حسن ماتریدی۔ان کے علاوہ بھی بے شمار اساتذہ سے علم حاصل کیا، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

"سمعت نجم الدين عمر يقول: أنا أروي الحديث عن خمس مئة وخمسين شيخاً--- وقد جمع أسماء مشايخه في كتاب سمّاه "تعداد الشيوخ" لعمر"(شرح عقائد نسفی، ص12، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)ترجمہ: میں نے نجم الدین ابو حفص عمر کو فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے اپنے بارے فرمایا: میں نے علم حدیث پانچ سو پچاس (550) شیوخ سے روایت کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیوخ کے اسماء کو ایک کتاب میں جمع فرمایا جس کا نام "تعداد الشیوخ لعمر" رکھا۔

## تلامذہ

برہان الدین علی بن ابو بکر مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب ہدایہ، عمر بن محمد بن عمر عقیلی، ابو بکر احمد بن علی بن عبد العزیز بلخی، ابو الفضل محمد بن عبد الجلیل بن عبد الملک بن حیدر سمرقندی، خطیب خوارزم احمد بن موفق الدین، احمد بن موسیٰ کشتی، برہان الدین ابو عبداللہ محمد بن حسن بن محمد کاسانی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ابو اللیث احمد بن عمر بن محمد نسفی جو سمرقند میں شرف و بزرگی کے اعتبار سے مشہور تھے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

"قرات علیہ بعض تصانیفہ وسمعت منہ کتاب المسندات للخصاف بقراءۃ الشیخ الإمام ظھیر الدین محمّد بن عثمان" ترجمہ: میں نے آپ کے سامنے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بعض کتابیں پڑھیں اور علامہ خصاف رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "المسندات" کا شیخ ظہیر الدین محمد بن عثمان کی قرات کے ساتھ آپ سے سماع کیا۔ (حوالہ مذکور)

## تعریفی کلمات

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سیر اعلام النبلاء میں فرماتے ہیں: العلامة المحدث، أبو حفص، عمر بن مُحَمَّد بن أحمد بن لقمان، النسفي الحنفي، من أهل سمرقند و هو مصنف تاريخها الملقب بالقند ونظم "الجامع الصغير" وكان صاحب فنون، ألف في الحديث، والتفسير، والشروط، وله نحو من مائة مصنف "(سیر اعلاء النبلاء، ج14، ص494، دار الحدیث– قاہرہ)

ترجمہ: علامہ وقت، محدث زماں ابو حفص عمر بن محمد بن احمد بن لقمان نسفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ سمرقند کے علماء میں سے تھے۔ اور "قند" آپ کی ہی تصنیف ہے جو کہ سمرقند کی تاریخ پر مشتمل ہے۔ جامع صغیر کو نظم کی صورت

میں لکھا۔ آپ کئی علوم کے ماہر تھے۔ حدیث، تفسیر اور شروط میں کتابیں لکھیں جن کی تعداد سو(100) کے قریب ہے۔

معجم المفسرین میں ہے:"فقيه حنفي، عالم بالتفسير والأدب والتاريخ، ولد بنسف، وبها نشأ وتعلم. ورحل في طلب العلم، ودخل بغداد ومكة، وبها لقي الزمخشري. وكان يلقب بمفتي الثقلين. سكن سمرقند وتوفي بها"(معجم الفسرین،ج1،ص399، مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ حنفی فقیہ ، تفسیر، ادب اور تاریخ کے عالم تھے۔نسف میں پیدا ہوئے یہیں سے تعلیم حاصل کی اور مزید حصول علم کے لئے بغداد اور مکہ مکرمہ کا سفر کیا۔یہیں علامہ زمخشری سے ملاقات ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مفتی الثقلین کہا جاتا ہے۔ سمر قند میں زندگی گزاری اور اسی جگہ انتقال ہوا۔

شرح عقائد نسفی میں ہے:"هو الإمام الزاهد المبرز المتقن الفقيه الحنفي الأصولي المحدّث المفسر المتكلّم مفتي الثقلين نجم الدين أبو حفص عمر بن مُحَمَّد بن أحمد بن إسماعيل بن مُحَمَّد بن علي بن لقمان النسفي أحد الأيمة المشهورين بالحفظ الكامل والضبط التام والقبول العام عند الأنام, كان يعلم الإنس والجن ولذلك قيل له مفتي الثقلين"(شرح عقائد نسفی، ص11، مطبوعه مکتبة المدینه کراچی)

ترجمہ: امام وقت، زاہد، عبادت گزار، فقیہ حنفی، اصول کے ماہر، عظیم محدث، ماہر مفسر، علم الکلام کے عالم، مفتی ثقلین، نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد بن احمد بن اسماعیل بن محمد بن علی بن لقمان نسفی رحمۃ اللہ علیہ ضبط وحفظ اور مخلوق میں قبولیت عامہ کے لحاظ سے مشہور علماء میں سے تھے۔ جن وانس آپ سے علم حاصل کرتے اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "مفتی الثقلین" کہا جاتا ہے۔

## تصانیف

1-الإجارات المترجمۃ بالحروف المعجمۃ 2-الأشعار
3-الأكمل الأطول في تفسير القرآن 4-بعث الرغائب لبحث الغرائب
5-تاريخ بخاري 6-تطويل الأسفار لتحصيل الأخبار
7-تعدّد الشيوخ 8-تيسير في علم التفسير
9-الجمل المأثورة 10-الخصائل في المسائل
11-الخصائل في الفروع 12-دعوات المستغفرين
13-عجالۃ الحسبي 14-القند في تاريخ علماء سمرقند
15-مجمع العلوم 16-المختار من الأشعار
17-المعتقد منظومۃ في الخلاف 18-منھاج الدرايۃ في الفروع
19-النجّاح في شرح أخبار كتاب الصحاح
20-نظم الجامع الصغير للشيباني في الفروع 21-ياقوتۃ في الأحاديث
22-يواقيت المواقيت في فضائل الشھور والأيام 23-العقائد النسفيۃ

(ہدیۃ العارفین، ج1، ص783، داراحیاء التراث، شرح عقائد نسفی، ص13، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

## شرح عقائد کے مصنف کا تعارف

نام: مسعود

والد کا نام: عمر

لقب: سعد الدین

نسبت: تفتازانی

مکمل نام: سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی

ولادت ووفات: (722ھ،792ھ)

## تعارف

علم الکلام کے امام، صرف ونحو کے عظیم محقق، بلاغت کے منفرد مدقق، استاذ الاساتذہ علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے ایک علاقہ تفتازان میں پیدا ہوئے اسی لئے تفتازانی کہلائے۔ سرخس میں اقامت اختیار کی لیکن انہیں امیر تیمور اپنے ساتھ سمرقند لے گیا جو آپ کی بہت تعظیم وتکریم کیا کرتا تھا۔ آپ شروع میں حصول دین کے لئے قاضی عضد الدین کے پاس گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قاضی عضُدُ الدِّین عبد الرحمٰن شیرازی کے حلقۂ درس میں سب سے زیادہ کُند ذہن تھے، بلکہ کُند ذہنی میں آپ کی مثال دی جاتی تھی، اس کے باوجود آپ نے ہمت نہ ہاری بلکہ کسی کی بات کو خاطر میں لائے بغیر اپنے اسباق پڑھنے اور یاد رکھنے کے لئے کوشش اور محنت جاری رکھی۔

## واقعہ

ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ سبق یاد کرنے میں مصروف تھے کہ ایک اجنبی شخص نے آکر کہا: سعد الدین !اٹھو، ہم سیر وتفریح کرنے چلتے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: "مجھے سیر وتفریح کے لیے پیدا نہیں کیا گیا، (نیز میری حالت ایسی ہے کہ) مطالعے کے باوجود مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا، میں بھلا کس طرح سیر کو جا سکتا ہوں؟" یہ سن کر وہ شخص چلا گیا لیکن کچھ دیر بعد پھر لوٹ آیا اور سیر وتفریح کے لیے چلنے کو کہا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنا سابقہ جواب دہرایا اور اسے چلتا کیا۔ وہ پھر چلا گیا لیکن کچھ دیر بعد دوبارہ لوٹ آیا اور اب کی بار کہنے لگا: "آپ کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یاد فرما رہے ہیں۔" یہ سن کر آپ

رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی اور ننگے پاؤں ہی محبوب ربِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دیدار کے لیے دوڑ پڑے حتی کہ شہر سے باہر ایک مقام پر پہنچے جہاں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک گھنے درخت کے سائے میں جلوہ فرما تھے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سعد الدین تفتازانی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: ہمارے بار بار بلانے پر آپ نہیں آئے ؟ آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں عرض کی: "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یاد فرمارہے ہیں اور آپ تو میری کند ذہنی اور کمزور یادداشت سے بخوبی آگاہ ہیں، میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں اپنے مرض سے شفا کا طلب گار ہوں۔" حضرت سعد الدین تفتازانی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی فریاد سن کر دریائے رحمت جوش میں آیا، نبیٔ رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "اپنا منہ کھولو۔" آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے منہ کھولا تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنا لُعابِ دَہَن آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے منہ میں ڈال دیا، آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے لیے دعا فرمائی اور کامیابی کی بشارت عطا فرما کر گھر لوٹ جانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

دوسرے دن جب آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ قاضی عضُد الدین کے درس میں حاضر ہوئے تو دورانِ سبق آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے استاد صاحب کے درس میں کچھ علمی سوالات کئے (جو معنوی اعتبار سے باریک بینی اور گہری سوچ کا نتیجہ تھے) درس میں شریک طلبہ ان سوالات کی گہرائی تک نہ پہنچ سکے اور فضول و بے معنی سمجھ کر آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی باتوں سے صَرفِ نظر کرنے لگے، مگر آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے استاد قاضی عُضُد الدین رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جو بذاتِ خود میدانِ علم کے شہسوار تھے، حضرت سعد الدین تفتازانی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی علمی باتیں سن کر اشکبار ہو گئے اور آپ رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو مخاطب کرکے ارشاد

فرمایا: "اے سعد الدین! آج تم وہ نہیں ہو جو کل تھے۔" پھر حضرت سیّدنا سعد الدین تفتازانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے تمام واقعہ استاد صاحب کی بارگاہ میں بیان کر دیا۔ (شذرات الذھب، ج8، ص548، دار ابن کثیر–دمشق)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جن علوم و فنون سے نوازا وہ بہت کم ہی کسی کے حصہ میں آئے، بلاغت و ادب میں آپ کو متفق علیہ امام تسلیم کیا جاتا ہے اور علم الکلام کا بہترین محقق شمار کیا جاتا ہے، آپ کی اسی علمی جاہ و جلالت کی وجہ سے بعض مؤرخین نے آپ کو حنفی شمار کیا اور بعض نے شافعی شمار کیا۔

**اساتذہ:** قاضی عضد الدین شیرازی، قطب الدین رازی، ضیاء الدین عبد اللہ بن سعد اللہ بن محمّد بن عثمان قزوینی قرمی، نسیم الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید بن مسعود نیشاپوری، احمد بن عبد الوہاب قوصی۔

**تلامذۃ:** حسام الدین بن علی بن محمد ابیوردی، برہان الدین حیدر بن محمد بن ابراہیم شیرازی ہروی، جلال الدین یوسف، عبد الواسع بن خضر، علاء الدین محمد بن محمد بن محمد بن محمد بخاری حنفی، محمد بن عطاء اللہ بن محمد بن احمد رازی، امین الدین جبریل بن صالح بن اسرائیل بغدادی، علاء الدین ابو الحسن علی بن مصلح الدین موسیٰ رومی۔

## تعریفی کلمات

فوائد بہیہ میں علامہ کفوی کے حوالہ سے منقول ہے: "كان التفتازاني من كبار علماء الشافعية ومع ذلك له آثار جليلة في أصول الحنفية وكان من محاسن الزمان لم تر العيون مثله في الأعلام والأعيان وهو الأستاذ على الإطلاق والمشار إليه بالاتفاق والمشهور في ظهور الآفاق المذكور في بطون الأوراق اشتهرت

تصانيفه في الأرض وأتت بالطول والعرض حتى أن السيد الشريف في مبادى التأليف وأمناء التصنيف كان يغوص في بحار تحقيقه وتحريره ويلتقط الدرر من تدقيقه وتسطيره ويعترف برفعة شأنه وجلالته وقدر فضله وعلو مقامه"(فوائد بہیہ، ص135، مطبعۃ السعادۃ مصر)

ترجمہ: علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کبار علمائے شافعیہ میں سے تھے اس کے باوجود آپ کی کئی تصانیف اصول حنفیہ پر لکھی گئی ہیں، اپنے زمانہ کے بڑے، ماہر علماء میں سے تھے، آنکھوں نے آفاق میں آپ کی مثل نہیں دیکھا ،استاذ مطلق، امام متفق علیہ، جہاں کے گوشوں میں مشہور، زمین میں آپ کی مطول و مختصر تصانیف پھیل گئیں حتیٰ کہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ابتدائی تالیفات میں آپ کی کتب سے بھی نقل اور استفادہ کرتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رفعت، جاہ وجلال، فضائل اور علو مقام کا اعتراف کرتے۔

قال ابن خلدون:"ولقد وقفت بمصر على تأليف في المعقول لرجل من عظماء هراة من بلاد خراسان يعرف بسعد الدين، يشهد بأن له ملكة راسخة في هذه العلوم، وفي أثنائه ما يدل على أن له اطلاعا على العلوم الحكمية وتعلقا بها، وقدما عالية في سائر الفنون العقلية والله يؤيد من يشاء"(درۃ الحجال فی اسماء الرجال، ج3، ص14، رقم 901، دار التراث– قاہرہ)

ترجمہ: ابن خلدون کہتے ہیں کہ میں مصر میں خراسان کے شہر ہراۃ کے ایک عظیم عالم کی علوم عقلیہ پہ لکھی جانے والی تصانیف پر مطلع ہوا جن سے واضح ہوتا تھا کہ ان کے مصنف کو اس علم میں ملکہ راسخہ، علوم حکمیہ

میں اسے مکمل دسترس اور تمام فنون عقلیہ میں اسے یدطولیٰ حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے جس کی چاہتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"كان قد انتهت إليه معرفة علوم البلاغة والمعقول بالمشرق بل بسائر الأمصار لم يكن له نظير في معرفة هذه العلوم مات في صفر سنة 792"(الدرر الکامنۃ، ج6، ص112، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد)

ترجمہ: علم بلاغت اور علوم عقلیہ کی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر انتہاء ہوگئی، مشرق بلکہ سارے بلاد میں اِن علوم کی معرفت میں آپ کی کوئی نظیر نہیں تھا۔ صفر792ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

طبقات المفسرین میں ہے:"اشتهر ذكره، وطار صيته، وانتفع الناس بتصانيفه"(طبقات المفسرین لداوودی، ج2، ص319، دار العلمیہ بیروت)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ اور ذکر آفاق میں پھیل گیا اور لوگوں نے آپ کی تصانیف سے فائدہ حاصل کیا۔

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ بغیۃ میں فرماتے ہیں:"الإمام العلامة عالم بالنحو والتصريف والمعاني والبيان والأصلين والمنطق وغيرها"(بغیۃ الوعاۃ، ج2، ص285، المکتبۃ العصریہ لبنان)

ترجمہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ امام وقت، علامہ دہر اور نحو، صرف، معانی، بیان، اصول اور منطق کے بہترین عالم تھے۔

## تصانیف

اربعین فی الحدیث، ارشاد الہادی فی النحو، الاصباح فی شرح دیباجۃ المصباح فی النحو، ترکیب الجلیل فی النحو، تلویح شرح توضیح، تہذیب المنطق والکلام، الجذر الاصم فی شرح مقاصد الطالبین، حاشیہ علی الکشاف

،دفع النصوص والنقوص، شرح تصریف الزنجانی، شرح تلخیص المفتاح، شرح حدیث الاربعین، شرح الشمسیہ في المنطق ،شرح عقائد نسفی، شرح فرائض السراجیہ، شرح الکشاف، شرح منتهی السوال والامل لابن الحاجب، فتاوی الحنفیہ، قوانین الصرف، کشف الاسرار وعدۃ الابرار فی تفسیر القرآن، المختصر المعانی، مطول، مفتاح الفقہ، مقاصد الطالبین، نعم السوابغ فی شرح النوابغ للزمخشری۔(ہدیۃ العارفین ،ج2،ص430،احیاء التراث بیروت)

## شرح عقائد نسفی

شرح عقائد نسفی علم العقائد پر لکھی جانے والی جامع اور منفرد تالیف ہے جس میں عقیدہ کے ہر مسئلہ کو دلائل کے ساتھ بیان کیا گیاہے اور باطل مذاہب کا براہین قاطعہ، عظیمہ، جلیلہ، جمیلہ سے رد کیا گیا ہے اور عقائد اہل سنت کو جامع اور خوبصورت انداز میں پیش کیا گیاہے۔صدیوں سے درس نظامی کے نصاب میں باقاعدہ سبقًا پڑھائی جاتی ہے۔بہت سے علماءنے اس کی شروحات اور حواشی بھی لکھے ہیں۔

### عقائد کی شروحات:

شرح عقائد: شمس الدین ابو الثناء محمّد بن احمد اصفہانی(متوفٰی 749ھ) القلائد علی العقائد: شیخ جمال الدین محمود بن احمد بن مسعود تونوی (متوفّٰی770ھ)

القول الوافی لشرح عقائد النسفی: شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن زین الدین ابو العدل قاسم

الدرّۃ: شیخ ابن حزم اندلسی

حلّ المعاقد فی شرح العقائد: شیخ ملاّزادہ ہر روی

الفوائد القادریہ فی شرح عقائد النسفیہ: ابو نصر عبد القادر محمد بن اردیس بن محمد محمود

شرح العقائد: علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ(المتوفٰی792ھ)

## شرح عقائد کی عربی شروحات:

حاشیہ خیالی، حاشیۃ رمضان آفندی، حاشیہ شرح عقائد، الفرائد، النکت، فرائد القلائد، حاشیہ کستلی، نبراس (شارح: علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ، یہ اس کی شروحات میں جامع اور منفرد شرح ہے، عربی سمجھنے والے طالب علم کے لئے شرح عقائد کے ساتھ اس کا مطالعہ بہت ضروری ہے)۔

## اُردو شروحات:

اغراض شرح عقائد (مفتی محمد یوسف قادری، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)۔ جواہر الفوائد شرح عقائد (مفتی یار محمد قادری)۔ خلاصہ شرح عقائد (مولانا عبد الرزاق بھترالوی، مطبوعہ راولپنڈی)۔ سوالات شرح عقائد (محمد گل ریز مصباحی)۔ شرحُ شرح عقائد نسفی (ابو عاصم غلام حسین ماتریدی، اہل سنت پبلی کیشنز جہلم)۔ شرحُ شرح عقائد نسفی (غلام حسین عاصم ماتریدی، فیض رضا پبلی کیشنز فیصل آباد)۔ توضیح شرح عقائد سوالاً جواباً (عبد الناصر، نظامیہ کتاب گھر لاہور)۔ کشف الفرائد اردو شرح عقائد (مفتی محمد اسلم مصباحی، مطبوعہ دارالقلم یوپی انڈیا، اچھی شرح ہے)۔ نظام الفوائد اردو شرح عقائد (محمد عمران انور نظامی، پروگریسو بکس لاہور)۔

## نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں:

(طبقات الحنفیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ، ج2، ص532، دیوان الوقف السنی-عراق۔ شرح عقائد نسفی، ص11، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ۔ سیر اعلاء النبلاء، ج 14، ص494، دارالحدیث – قاہرہ۔ معجم الفسرین، ج1، ص399، مطبوعہ بیروت۔ ہدیۃ العارفین، ج1، ص783، داراحیاء التراث۔ تاریخ الاسلام، شمس الدین ذہبی، ج11، ص 674، دار الغرب الاسلامی بیروت۔ التیسیر فی التفسیر، ص11، داراللباب – استنبول۔ البدور المضیہ، ج12، ص393، دارالصالح قاہرہ-مصر۔ تاج التراجم، ص219، دارالقلم دمشق۔ الجواہر المضیہ، ج2، ص657، دار ہجر – قاہرہ۔ معجم المؤلفین، ج7، ص305، داراحیاء التراث بیروت۔ طبقات المفسرین، ج2، ص7، دارالکتب العلمیہ بیروت۔ شذرات الذہب، ج6، ص189، دار ابن کثیر دمشق۔ الاعلام للزرکلي، ج5، ص60، دار العلم)

## سوال: شرعی احکام اور اسلامی قواعد کی بنیاد کون سا علم ہے؟

جواب: شرعی احکام اور اسلامی عقائد کی بنیاد توحید اور صفات کا علم ہے جس کو علم الکلام کہا جاتا ہے یہ ہر قسم کے شکوک اور وہم سے نجات دیتا ہے۔

## سوال: نجم الدین عمر بن محمد نسفی کی "العقائد" کی کچھ خصوصیات بیان کریں؟

جواب: درج ذیل ہے:

- یہ عقائد پر مشتمل ایک جامع رسالہ ہے۔
- جس میں عقائد کو عمدہ، روشن فوائد کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔
- اور قرآنی آیات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔
- اس کے ساتھ ساتھ انتہائی کانٹ چھانٹ اور مختصر عبارت کے ساتھ مقصود حل کیا گیا ہے۔
- کتاب کی ترتیب اور تحریر بہت اچھی ہے۔

## سوال: وہ احکام شرعیہ جو عمل سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ احکام شرعیہ جو عقیدے کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ان کے کیا نام ہیں؟

جواب: وہ احکام شرعیہ جو عمل کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ان کو فرعیہ عملیہ کہا جاتا ہے اور جو احکام عقیدے کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ان کو اصلیہ اعتقادیہ کہا جاتا ہے۔لہذا وہ علم جو شرعی احکام سے تعلق رکھتا ہے اس کو شرائع اور احکام کا علم کہا جاتا ہے کیونکہ یہ شریعت کی طرف سے ہی نکالا جاتا ہے اور وہ علم جو عقیدے سے تعلق رکھتا ہے اس کو توحید اور صفات کا علم کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اس کی مباحث اور مقاصد میں سے اعلی مقصد ہے۔

## سوال صحابہ کرام اور تابعین کے دور میں علم الکلام کو باقاعدہ کیوں نہیں لکھا گیا؟

جواب: صحابہ کرام اور تابعین کے دور میں علم الکلام کو باقاعدہ اس لیے نہیں لکھا گیا کیونکہ ان کا زمانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بہت قریب تھا اور ان کے زمانے میں اختلافات اور دیگر واقعات بہت کم

بیش آتے تھے اور کوئی مسئلہ پیش بھی آتا ہے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے اور اس کا حل نکال لیتے یا اپنے دور کے بڑے علماء کی طرف رجوع کرتے۔

## سوال: علم الکلام کو باقاعدہ لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

جواب: اس کو باقاعدہ فصول، ابواب کی صورت میں لکھنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ مسلمانوں میں نئے نئے فتنے پیدا ہو گئے عقیدے کے لحاظ سے اور دین کے آئمہ کی خلاف بغاوت ظاہر ہو گئی اور اہل بدعت، اہل خواہش کی اراء سے اختلاف ظاہر ہوا جس کی وجہ سے بہت سارے واقعات پیش آئے جن میں علماء کی طرف رجوع کیا جاتا تو علماء ان کا جواب دینے میں دلائل، استنباط، اجتہاد کے ساتھ، قواعد کی ترتیب اور ابواب وصول بنانے میں، مسائل دلائل کے ساتھ بیان کرنے میں، اس کی اصطلاحوں کو بیان کرنے میں، باطل مذاہب کی تحقیق کرنے میں مصروف ہو گئے۔ وہ علم جو احکام عملیہ کی معرفت دیتا ہے تفصیلی دلائل سے اس کو علماء نے فقہ کا نام دیا اور وہ علم جو ادلہ کی معرفت کے کا فائدہ دیتا ہے بطور اجمال اس کو اصول فقہ کا نام دیا اور جو دلائل کے ساتھ عقائد کی معرفت کا فائدہ دیتا ہے اس کو انہوں نے علم الکلام کا نام دیا۔

## سوال: علم الکلام کو "علم الکلام" کہنے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: درج ذیل وجوہات ہیں:

- جب متکلمین عقائد کے بارے میں بحث کرتے تو وہ یوں بولتے ہیں: "الکلام فی کذا و کذا"۔
- علم الکلام کا مسئلہ عقیدے کی مباحث میں سے مشہور بحث تھا اور زیادہ جھگڑا اسی میں واقع ہوتا تھا حتیٰ کہ بعض معاندین نے شدت پسندی کی وجہ سے اہل حق کو اسی وجہ سے قتل کر دیا کہ انہوں نے خلق قرآن کا قول نہ کیا۔
- یہ قدرت دیتا ہے، ملکہ پیدا کرتا ہے شرعی احکام کو ثابت کرنے میں اور مد مقابل کو جواب دینے میں اس لیے اس کو علم الکلام کہتے ہیں۔
- یہ علوم میں سے وہ پہلا علم ہے جس کو سیکھا اور سیکھایا جاتا ہے تکلم یعنی کلام کے زریعے۔
- اس میں جانبین سے بحث و مباحثہ ہوتا ہے اور کلام وارد کیا جاتا ہے۔

- اور علوم میں سے زیادہ جھگڑا، اختلاف اسی میں واقع ہوتا ہے اور ہر بندہ محتاج ہوتا ہے اپنی طرف سے کلام پیش کرنے پر اور اگلے بندے کا رد کرنے پر۔
- اس کے دلائل زیادہ قوی اور مضبوط ہو جانے کی وجہ سے یہ نام دیا گیا گویا کلام صرف یہی ہے بطور غلبہ جیسا کہ دو مضبوط کلاموں میں سے ایک کو کہا جاتا ہے کلام تو یہ ہے۔ یہ قدماء کا علم الکلام ہے۔

## سوال: فرقہ معتزلہ کا بانی کون ہے؟

جواب: معتزلی فرقہ کا بانی واصل بن عطا ہے۔ یہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا لیکن بعد میں ایک مسئلے میں اختلاف کی وجہ سے آپ سے جدا ہو گیا۔ مسئلہ اس نے یہ بیان کیا کہ جو کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرے وہ نہ مومن ہے اور نہ ہی کافر ہے۔ اور اس نے ان دو مرتبوں کے درمیان ایک تیسرا مرتبہ ثابت کیا تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "قد اعتزل عنا" یعنی وہ ہم سے جدا ہو گیا اس لیے ان کو معتزلہ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اہل حق سے دور ہو گئے۔ جبکہ یہ اپنے آپ کو اصحاب عدل اور توحید کہتے ہیں اس لیے کہ ان کے نزدیک اللہ تعالی پر واجب ہے کہ وہ نیکوکار کو ثواب دے اور گنہگار کو سزا دے اور اللہ تعالیٰ سے صفات قدیمہ کی نفی کرتے ہیں۔

## سوال: شیخ ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو علی جبائی سے کیا سوال کیا؟

جواب: شیخ ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو علی جبائی جو کہ معتزلی تھا اس سے سوال کیا کہ تم ان تین بھائیوں کے بارے میں کیا کہتے ہو جن میں سے ایک فوت ہوا اس حال میں کہ وہ فرمانبردار تھا اور دوسرا اس حالت میں فوت ہوا کہ وہ گناہ گار تھا اور تیسرا چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گیا؟ اس سوال کے جواب میں ابو علی جبائی نے کہا: کہا: پہلے کو جنت کی صورت میں ثواب دیا جائے گا اور دوسرے کو جہنم میں ڈالا جائے گا اور تیسرے کو نہ ثواب دیا جائے گا اور نہ سزا دی جائے گی۔ حضرت ابو الحسن اشعری نے آگے سے فرمایا: اگر تیسرا کہے اللہ تعالی کے دربار میں کہ اے میرے رب تونے مجھے چھوٹی عمر میں کیوں موت دی اور مجھے زندہ کیوں نہ رکھا کہ میں بڑا ہوتا، تجھ پر ایمان لاتا اور تیری اطاعت کرتا پھر جنت میں داخل ہو جاتا تو اللہ

تعالی اسے کیا جواب دے گا؟اس سوال کے جواب میں ابو علی جبائی معتزلی نے کہا: اللہ تعالی اسے فرمائے گا :بیشک میں جانتا تھا اگر تو بڑا ہو تا تو میری نافرمانی کرتا پھر جہنم میں داخل ہو جاتا تمہارے لیے بہتر یہی تھا کہ تو چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو جائے۔

حضرت ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے پھر سوال کیا کہ اگر دوسرا کہے یعنی جو نافرمان تھا: کہ اے میرے رب تو نے مجھے چھوٹی عمر میں کیوں نہیں موت دی تا کہ میں تیری نافرمانی نہ کرتا اور جہنم میں داخل نہ ہوتا۔ اللہ تعالی اسے کیا جواب دے گا؟اس سوال کے جواب میں ابو علی جبائی لاجواب ہو گیا لہذا حضرت ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا مذہب چھوڑ دیا اور مشغول ہو گئے معتزلہ فرقے کے رد میں اور انہوں نے اپنا نام اہل السنت والجماعت رکھا۔

## سوال: متاخرین کا علم الکلام کون سا ہے؟

جواب: جب فلسفہ کو یونانی سے عربی زبان کی طرف نقل کیا گیا تو مسلمانوں نے اس کو پڑھا اور فلاسفہ کا رد کیا ان مسائل میں جن میں انہوں نے شرعی احکام کی مخالفت کی ، ساتھ انہوں نے فلسفے کی کثیر ابحاث کو علم الکلام کے ساتھ ملا دیا تا کہ وہ اس کو ثابت کر سکیں اور اس کا رد کر سکیں حتی کہ اس طرح معاملہ ہو گیا کہ وہ فلسفے کو علم الکلام سے جدا نہ کر سکتے اگر یہ ادلہ سمعیہ پر مشتمل نہ ہوتا۔ یہ متاخرین کا علم الکلام ہے۔

## سوال: علم الکلام کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: علم الکلام تمام شرعی احکام اور تمام دینی علوم کی بنیاد ہے اور اس کی معلومات اسلامی عقائد ہیں اور یہ دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے اور اس کے دلائل قطعی نصوص ہیں جو ادلہ سمیہ سے ثابت ہوتے ہیں۔

سوال: کچھ متقدمین سلف و صالحین نے علم الکلام حاصل کرنے والوں پر طعن کیوں کیا؟

جواب: ان کا طعن کرنا اس شخص کے لیے ہے جو دین میں متعصب ہو، یقین حاصل کرنے سے قاصر ہو، مسلمانوں کے عقائد میں فتنہ ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہو اور ان مسائل میں مشغول ہو جو فلسفے سے تعلق رکھتے ہیں عقیدے سے نہیں وگرنہ اُس علم سے کیسے منع کیا جا سکتا ہے جو تمام واجبات کی اصل ہے اور تمام مشروع چیزوں کی بنیاد ہے۔

## سوال: حق اور صدق میں کیا فرق ہے؟

جواب: حق وہ حکم ہے جو واقع کی مطابق ہو اور یہ تمام اقوال، عقائد، مختلف ادیان اور مذاہب پر بولا جاتا ہے اور اس کے مقابلہ میں باطل ہے۔ جبکہ صدق یہ خاص طور پر اقوال پر بولا جاتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کذب ہے۔

بعض نے ان دونوں کے درمیان یہ فرق کیا کہ خارج کے مطابق ہونا حق میں یہ واقع کی طرف سے ہوتا ہے اور صدق میں معتبر خارج کے مطابق ہونا یہ حکم کی طرف سے ہوتا ہے لہذا حکم کے سچا ہونے کا مطلب حکم کا واقع کے مطابق ہونا اور حکم کے حق ہونے کا مطلب ہے واقع کا حکم کے مطابق ہونا۔

## سوال: کیا اشیاء اور ان کی حقیقتوں کا علم ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں اشیاء اور ان کی حقیقتوں کا علم ثابت ہے۔

## سوال: شی کی حقیقت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: شے کی حقیقت اور ماہیت یہ ہے کہ جس کی وجہ سے شے ثابت ہو اور موجود ہو جیسا کہ حیوان ناطق یہ انسان کی حقیقت ہے نہ کہ حیوان ضاحک کیونکہ یہ عرض ہے۔

## سوال: حقیقت ،ھُویت اور ماہیت کی وضاحت کریں؟

جواب: شے کی حقیقت جس کی وجہ سے شے ثابت ہو۔ ہوئیت اس کی ذات کے اعتبار سے اسے کہا جاتا ہے اور قطع نظر ان دونوں چیزوں کے اس کو ماہیت کہا جاتا ہے۔

## سوال: شے کے دیگر مترادف الفاظ کون کون سے ہیں؟

جواب: موجود، ثبوت، تحقق، وجود، کون یہ شے کے مترادف الفاظ ہیں جن کا معنی واضح ہے۔

## سوال: اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب شے کا معنی ثبوت بھی ہے اور پھر آگے اس کی خبر ثابتۃ لانا لغو ہے کیونکہ مسند الیہ اور مسند میں کوئی فرق نہیں دونوں ایک ہی لفظ ہیں اور یہ ایسے ہو گیا جیسے کہا جائے: "الامور الثابتۃ ثابتۃ"۔؟

جواب: ہماری اس سے مراد ہے کہ اشیاء کی حقیقتیں جن کا نام رکھا جاتا ہے انسان، فرس، آسمان، زمین وغیرہ یہ ایسے امور ہیں جو خارج میں موجود ہیں۔ جیسے کہ کہا جاتا ہے واجب الوجود موجود۔ اور یہ کلام کبھی کبھی بیان کا محتاج ہوتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایک چیز کے مختلف اعتبارات ہوتے ہیں تو کبھی کبھی اس پر حکم لگانا ایک جہت سے ہوتا ہے دوسری جہت سے نہیں ہوتا جیسا کہ کہا جائے: الانسان حیوان۔ جب اس سے مراد ایک خاص جسم ہو تو اس پر حیوانیت کا حکم لگانا فائدہ مند ہوگا اور جب حیوان ناطق کے اعتبار سے بولا جائے تو یہ لغو ہوگا۔

## سوال: کون سے فرقے اشیاء کی حقیقتوں کے ثابت ہونے کا انکار کرتے ہیں؟

جواب: درج ذیل ہے:

- فرقہ عنادیہ: یہ کہتے ہیں: اشیاء کی حقیقتیں ثابت نہیں ہیں اور یہ سارے وہم اور باطل خیالات ہیں۔
- فرقہ عندیہ: یہ اشیاء کی حقیقتیں ثابت ہونے کا انکار کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ یہ اعتقاد کے تابع ہیں یعنی اگر ہم کسی چیز کے بارے یہ عقیدہ رکھیں کہ وہ جوہر ہے تو وہ جوہر ہے، کسی چیز کے بارے عقیدہ رکھیں وہ عرض ہیں تو وہ عرض ہے، قدیم ہونے کا عقیدہ رکھیں تو وہ قدیم ہے، حادث ہونے کا عقیدہ رکھیں تو حادث ہے، یعنی جس طرح کا گمان ہو اسی طرح کی وہ چیز ہے۔
- لا ادریہ: یہ گروہ اشیاء کی حقیقتوں کے علم کے ثابت ہونے کا نہ انکار کرتا ہے اور نہ ثابت کرتا ہے بلکہ یہ اس میں شک کرتے ہیں ہے کہ اشیاء کی حقیقتیں ثابت ہیں یا نہیں اور پھر اس شک میں بھی شک ہے یوں ان کو ہر بات میں شک ہے۔

## سوال: ہم ان کے رد میں کیا دلیل دیتے ہیں؟

جواب: ہم یہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ عینی طور پر ہم نے خود آنکھوں سے دیکھا ہے بعض اشیاء کے ثبوت کو اور بعض کو ہم نے سنا ہوا ہے بیان کے ساتھ جس طرح واجب باری تعالی۔ لہذا ہمارا مشاہدہ ہے یا دلیل قطعی سمعی سے ہم نے سنا ہے کہ اشیاء کی حقیقتیں ثابت ہیں۔ الزامی جواب یہ ہے کہ اگر اشیاء کی حقیقتیں ثابت نہیں تو پھر

ان کی نفی ثابت ہے اور نفی بھی ایک حقیقت ہے حقائق میں سے اور یہ بھی حکم کی ایک قسم ہے تو اشیاء میں سے ایک حقیقت ثابت ہو گئی لہذا مطلق نفی کرنا درست نہیں ہے۔

## سوال: اشیاء کی حقیقتیں ثابت نہ ہونے پر سوفسطائیہ کیا دلیل دیتے ہیں؟

جواب: سوفسطائیہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ ضروری چیزوں میں سے کچھ حسی چیزیں ہیں اور حس کثیر بار غلطی کرتی ہے جیسا کہ وہ شخص جو بھینگا ہو ایک کو دو خیال کرتا ہے اور جس کو صفرا کا مرض ہو وہ کبھی میٹھی چیز کو کڑوا خیال کرتا ہے۔ اسی طرح ضروریات میں سے کچھ بدیہیات ہیں جن میں اختلاف واقع ہوتا ہے جسے حل کرنے کے لیے باریک نظر و فکر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جو نظری چیزیں ہیں وہ ضروریات کی فرع ہیں جب ضروریات میں فساد ہے تو پھر ان میں بھی فساد ہے۔؟

ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ حس کا غلطی کرنا بعض جزوی اسباب میں یہ منافی نہیں ہے بعض چیزوں میں جزم کرنے کے کہ وہاں یہ سبب نہ پایا جائے اور بدیہی چیزوں میں اختلاف حقیقت کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ہے اور نظری چیزوں میں زیادہ اختلاف پایا جانا یہ بعض نظروں کے حق ہونے کے منافی نہیں ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان کے ساتھ مناظرے کا کوئی راستہ نہیں خصوصا لا ادریہ کیونکہ یہ اعتراف نہیں کرتے کسی بھی معلوم چیز کا تاکہ اس کے ساتھ مجہول ثابت ہو جائے بلکہ انہیں دلیل دینے کا طریقہ یہی ہے کہ ان کو سزا دی جائے تاکہ یہ اعتراف کرلیں یا آگ میں جل جائیں۔

## سوال: سُوفَسطا کا کیا مطلب ہے؟

جواب: یہ اس حکمت کا نام ہے جو وہم پہ مبنی ہو اور ظاہری مزین علم ہو کیونکہ "سُوفا" کا مطلب ہے علم و حکمت اور "اسطا" کا مطلب ہے جو مزین ہو۔ جیسا کہ فلسفہ "فیلا سوفا" سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے محبِ حکمت۔

## سوال: علم کی تعریف کریں؟

جواب: علم وہ صفت ہے جس کے ساتھ روشن ہو جائے وہ جو اسے حاصل کرنے میں مشغول ہو۔

## سوال: مخلوق کے لیے علم حاصل ہونے کے کتنے اسباب ہیں؟

جواب: مخلوق کے لیے چاہے وہ فرشتے ہوں، جن ہوں یا انسان ہوں علم حاصل ہونے کے تین سبب ہیں:

← حواس سلیمہ۔

← خبر صادق۔

← عقل۔

یہ استقراء کے طریقے پر ہے۔ وجہ حصر یہ ہے کہ علم حاصل ہونے کا سبب خارج سے ہو گا یا کسی اور ذریعے سے ہو گا اگر کسی خارجی قرینے سے ہو تو یہ خبر صادق ہے وگرنہ یہ ایسے آلے کے ذریعے ہو گا جو ادراک نہیں کرتا تو یہ حواس سلیمہ ہیں اور اگر وہ ادراک کرتا ہے تو عقل ہے۔

## سوال: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ حقیقی موثر تمام علوم میں اللہ تعالی ہیں کیونکہ یہ سارے اس کی تخلیق اور ایجاد کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اس میں خبر، حواس یا عقل کا کوئی اثر نہیں کیونکہ یہ ظاہری اسباب ہیں؟

جواب: یہ ہمارے مشائخ کی عادت ہے کہ وہ مقاصد پر اقتصار کرتے ہیں اور فلاسفہ کی باریک بحثوں سے اعراض کرتے ہیں۔ جب انہوں نے بعض ادراکات کو پایا کہ ان سے علم حاصل ہوتا ہے حواس کے ساتھ تو انہوں نے حواس کو ایک سبب بنا دیا۔ اسی طرح علم دین حاصل ہونے کا ایک بڑا ذریعہ خبر صادق ہے تو انہوں نے اس کو بھی سبب بنایا۔

## سوال: حواس کل کتنے ہیں؟

جواب: حواس پانچ ہیں:

← سمع۔

← بصر۔

← شم۔

← ذوق۔

← لمس۔

- سمع: وہ قوت ہے جو کان کے سوراخ میں رکھی گئی ہے اس کے ذریعے آوازوں کا ادراک ہوتا ہے اس اعتبار سے کہ ہوا اس تک پہنچتی ہے اور اللہ تعالی ادراک پیدا کرتا ہے۔
- بصر وہ قوت ہے جو ان دو پٹھوں کے درمیان رکھی گئی ہے جو آپس میں جدا ہیں پھر مل جاتے ہیں۔ اس کے ذریعے رنگوں، روشنیوں، شکلوں، حسن و قباحت کا ادراک ہوتا ہے کہ اللہ تعالی ادراک پیدا کرتا ہے نظر کے دیکھنے کے بعد۔
- شم: وہ قوت ہے جو ناک میں رکھی گئی ہے جس کے ذریعے بوں کا یا خوشبو کا ادراک ہوتا ہے ہوا کے اس تک پہنچنے کے اعتبار سے۔
- ذوق: وہ قوت ہے جو پھوٹتی ہے زبان میں اس کے ساتھ کھانوں کے ذائقہ کا ادراک کیا جاتا ہے رطوبت کے ملنے کے ساتھ۔
- لمس: وہ قوت ہے جو تمام بدن میں پائی جاتی ہے اس کے ساتھ گرمی، سردی، ٹھنڈک وغیرہ کا ادراک ہوتا ہے۔

## سوال: خبر صادق کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: خبر صادق کی دو قسمیں ہیں:

← خبر متواتر۔

← خبر رسول ﷺ۔

### خبر متواتر:

اس کو متواتر اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ایک ہی بار واقع نہیں ہوتی بلکہ پے در پے وارد ہوتی ہے۔

### تعریف:

خبر متواتر وہ ہے جسے اتنے لوگ روایت کریں جن کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔

### حکم:

یہ علم ضروری کا فائدہ دیتی ہے۔ یہاں دو چیزیں ہیں: ایک یہ کہ یہ علم کا فائدہ دیتی ہے اور دوسرا یہ علم ضروری کا فائدہ دیتی ہے کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ مکہ شہر ہے، بغداد شہر ہے یہ خبریں ہیں لیکن ان سے جو علم حاصل ہوا وہ ضروری ہے اس لیے کہ یہ استدلال سے حاصل نہیں ہوا۔

## مثال:

جیسا کہ پچھلے گزرے ہوئے بادشاہوں کا علم اور شہروں کا علم۔

سوال: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ایک شخص کی خبر صرف ظن کا فائدہ دیتی ہے، یقین کا فائدہ نہیں دیتی اور پھر اس ظن کو ظن کے ساتھ ملانا یہ ظن کا ہی فائدہ دے گا یقین کا نہیں، اسی طرح ہر شخص کی خبر میں جھوٹ کا جائز ہونا یہ ثابت کرتا ہے کہ مجموعہ میں بھی جھوٹ ہو سکتا ہے۔ لہذا اس سے علم ضروری کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا؟

جواب: اجتماعی افراد میں وہ قوت آجاتی ہے جو انفرادی افراد میں نہیں ہوتی جیسا کہ ایک رسی جو مختلف بالوں سے بنائی گئی کہ ایک بال کمزور ہے اسے توڑا جا سکتا ہے لیکن پوری رسی کو نہیں توڑا جا سکتا کیونکہ اس میں اس اجتماع کی قوت موجود ہے۔

سوال: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ضروری چیزوں میں تفاوت اور اختلاف واقع نہیں ہوتا حالانکہ ہم اختلاف پاتے ہیں جیسا کہ ہمارا یہ کہنا کہ ایک دو کا نصف ہے یہ علم زیادہ قوی ہے سکندر بادشاہ کے پائے جانے سے؟

جواب: یہ بات درست نہیں ہے کہ ضروری چیزوں میں تفاوت نہیں ہوتا بلکہ علم ضروری کی انواع میں فرق ہوتا ہے اس تفاوت کی وجہ سے جو عادت میں ہوتا ہے، جان پہچان میں ہوتا ہے اور احکام کے تصورات میں ہوتا ہے اور کبھی کبھی اختلاف بطور مقابلہ، سرکشی کی وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ تمام ضروریات میں سوفسطائیہ کا اختلاف۔

## خبر رسول:

وہ ہے جس کی تائید کی گئی ہو معجزے کے ساتھ۔

## حکم:

یہ علم استدلالی کا فائدہ دیتی ہے۔

## رسول کی تعریف:

رسول وہ انسان ہے جسے اللہ تعالی نے مخلوق کی طرف بھیجا احکام کی تبلیغ کے لیے اور اس میں کتاب شرط ہے بخلاف نبی کی کہ یہ رسول سے عام ہے۔

## معجزے کی تعریف:

وہ ہے جو عادت کے مخالف ہو اور اس کے ذریعے ارادہ کیا گیا ہو رسالت کی سچائی کا۔

### فائدہ:

وہ علم جو خبر رسول سے ثابت ہوتا ہے یہ مشابہ ہوتا ہے اس علم کے جو ثابت ہو ضروری طور پر۔ جیسا کہ محسوسات، بدیہیات، متواترات یقین اور ثبوت کا فائدہ دینے میں کیونکہ اگر علم حاصل نہ ہو تو پھر تو یہ جہل یا ظن یا محض تقلید ہو گی۔

سوال: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ علم تو حدیث متواتر سے حاصل ہوتا ہے پھر اس کو الگ قسم کیوں بنایا؟

جواب: یہاں کلام اس خبر کے بارے میں ہے جس کے بارے میں ہمیں پتہ چل گیا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بات ہے اور آپ سے ہی سنی گئی ہے جبکہ خبر واحد علم کا فائدہ نہیں دیتی اس میں یہ شبہ آنے کی وجہ سے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے یا نہیں۔

سوال: اگر کوئی اعتراض کرے کہ خبر صادق ان دو قسموں میں بند نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی بھی خبر دیتا ہے، کبھی فرشتہ خبر دیتا ہے، اہل اجماع بھی خبر دیتے ہیں، اسی طرح وہ خبر جس میں جھوٹ کا احتمال ختم ہو جائے جیسا کہ زید کے آنے کی خبر دینا جب لوگ اس کے گھر آ رہے ہوں؟

جواب: یہاں پر خبر سے مراد وہ خبر ہے جو عام مخلوق کے لیے علم کا سبب ہو محض خبر ہونے کے ساتھ قطع نظر ان قرائن سے جو یقین کا فائدہ دیتے ہیں عقل کی دلالت کے ساتھ۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی خبر یا فرشتہ کا خبر دینا یہ خبر رسول میں داخل ہے اور اہل اجماع کی خبر متواتر کے حکم میں ہے۔

## سوال: کیا عقل بھی علم کا سبب ہے؟

جواب: جی ہاں عقل بھی علم حاصل ہونے کا سبب ہے۔ اس سے جو علم بدیہی طور پر حاصل ہو وہ ضروری کے حکم میں ہے اور جو استدلال سے حاصل ہو وہ کسبی ہے۔

## عقل کی تعریف:

نفس میں ایسی قوت جس کے ذریعے علوم اور ادراکات کو تیار کیا جاتا ہے جبکہ بعض نے کہا یہ ایک ایسا چشمہ ہے جو اپنے پیچھے ضروریات کو لاتا ہے اور بعض نے کہا عقل ایک ایسا جوہر ہے جو وسائل کے ساتھ غائب چیزوں کا ادراک کرتا ہے اور مشاہدات کے ساتھ محسوس چیزوں کا ادراک کرتا ہے۔ یہ بھی علم کا سبب ہے جبکہ فرقہ سمنیہ، ملاحدہ نے اس کا انکار کیا۔ وہ کہتے ہیں یہ علم کا فائدہ نہیں دیتی کیونکہ عقل کی آراء میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فساد نظر کی وجہ سے ہے اور بقیہ نظر کے صحیح ہونے کے یہ منافی نہیں ہے۔

## سوال: صاحب بدایہ نے علم حادث کی کتنی قسمیں بیان کی ہیں؟

جواب: صاحب بدایہ نے علم حادث کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

- ضروری: وہ علم ہے جسے اللہ تعالی بندے میں پیدا کرتا ہے بغیر کسب اور اختیار کے جیسا کہ وجود کا علم اور اس کے احوال کے بدلنے کا علم۔
- کسبی: وہ علم جو اللہ تعالی بندے میں کسب کے ذریعے پیدا فرماتا ہے بندہ جب اسباب کو بجالاتا ہے اور اس کے تین سبب ہیں: حواس سلیمہ، خبر صادق اور عقل۔ پھر وہ علم جو عقل سے حاصل ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

← ضروری: یہ محض پہلی نظر سے ہی حاصل ہو جاتا ہے بغیر غور و فکر کے جیسا کہ یہ علم کہ ہر چیز کا کل اس کے جز سے بڑا ہے۔

← علم استدلالی: یہ غور و فکر کا محتاج ہوتا ہے جیسا کہ یہ علم کہ جہاں دھواں ہو وہاں آگ بھی ہو گی۔

## سوال: الہام اور خبر واحد کیا یہ علم حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں؟

جواب: الہام علم حاصل ہونے کا ذریعہ نہیں ہے۔ ہاں خاص شخص کے لیے یہ سبب ہو سکتا ہے۔ جبکہ خبر واحد اور مجتہد کی تقلید یہ ظن اور اس اعتقاد کا فائدہ دیتی ہے جو پختہ ہو مگر زوال کو قبول کرے۔

## سوال: عالَم کے حادث ہونے پر دلیل کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالی کے علاوہ موجودات میں ہر چیز حادث ہے اپنے تمام اجزاء کے ساتھ اور اس پر دلیل یہ ہے کہ جب ہمیں پتہ چل گیا کہ عالم اعیان اور اعراض کا نام ہے اور اعیان اجسام اور جواہر کا نام ہے یہ ساری کی ساری چیزیں حادث ہیں۔ اعراض تو اس لیے کہ بعض کو ہم نے خود دیکھا ہے اپنے مشاہدے کے ساتھ جیسا کہ حرکت کے بعد سکون، اسی طرح سکون کے بعد حرکت، اندھیرے کے بعد روشنی، روشنی کے بعد اندھیرا اور بعض کو ہم نے دلیل کے ساتھ دیکھا ہے جیسے عدم کا طاری ہونا۔ اعیان اس لیے حادث ہیں کیونکہ یہ حدوث سے خالی نہیں یعنی حرکت اور سکون سے جب حرکت اور سکون حادث ہیں لہذا یہ بھی حادث ہیں۔

## جوہر کی تعریف:

وہ ہے جو بذات خود قائم ہو۔

## عرض کی تعریف:

وہ ہے جو کسی کے ساتھ قائم ہو اور اجسام و جواہر میں پایا جائے۔ جیسے: رنگ ، کھانے، خوشبو وغیرہ۔

## سوال: جسم کے ثابت ہونے کے لیے کتنے اجزا ہونا ضروری ہے؟

جواب: جسم وہ ہے جو دو یا دو سے زیادہ اجزاء سے ثابت ہو جبکہ بعض کے نزدیک اس کے تین اجزاء ہونا ضروری ہے تا کہ ابعاد ثلاثہ ثابت ہو جائیں یعنی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی جبکہ بعض کے نزدیک اس میں آٹھ

اجزاء ہونا ضروری ہے تاکہ ابعاد ثلاثہ کا تقاطع ثابت ہو جائے زاویہ قائمہ پر اور یہ لفظی اختلاف نہیں ہے جو اہل اصطلاح کی طرف لوٹے۔

## سوال:جوہر کی وضاحت کریں؟

جواب:وہ ہے جو تقسیم کو قبول نہیں کرتا نہ فعلاً، نہ وہماً اور نہ ہی فرضاً اور اس کو "جزء لایتجزا" کہتے ہیں۔ "جزء لایتجزا" کے ثابت ہونے کی دلیلوں میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ ایک گول چیز بالکل برابر زمین پر رکھی جائے تو زمین کو صرف ایک ہی جز اس کی چھوئے گی جو آگے تقسیم نہیں ہو سکے گی کیونکہ اگر دو جز چھوئیں تو یہ بالفعل خط ہو گا اور یہ حقیقی کرہ نہیں رہا حالانکہ ہم نے اسے کرہ فرض کیا ہے۔

## سوال:عالم کا محدث کون ہے؟

جواب:عالم کا محدث اللہ تعالی ہے۔

## اللہ اسم جلالت کی تعریف:

وہ ذات ہے جس کا وجود ضروری ہو اور اس کا وجود اس کی ذات کی وجہ سے ضروری ہو نہ کہ کسی خارجی چیز کی وجہ سے کیونکہ اگر وہ جائز الوجود ہو تو وہ جملہ عالم میں سے ہو گا اور وہ محدث بالعالم کی صلاحیت نہیں رکھے گا۔

## سوال:اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر دلیل بیان کریں؟

جواب: جواب: جیسے:﴿قل هو الله أحد﴾ ترجمہ: فرمادو اللہ ایک ہے۔﴿وإنما إلهكم إله واحد﴾ ترجمہ: اور بیشک تمہارا ایک ہی خدا ہے۔﴿لو كان فيهما آلهة إلا الله لفسدتا﴾ ترجمہ: اگر زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور تباہ ہو جاتے۔

## سوال:﴿لو كان فيهما آلهة إلا الله لفسدتا﴾ اس آیت کریمہ سے متکلمین نے کتنی دلیلیں اخذ کی ہیں؟

جواب:دو، ایک اشارۃ اور دوسری عبارۃ۔ پہلی کا نام انہوں نے "برہان التمانع" رکھا اور اس کو "برہان التظار" بھی کہا جاتا ہے، اس کے قطعی ہونے میں سب کا اتفاق ہے جبکہ دوسری کے بارے متکلمین کا اختلاف

ہے بعض نے اس کو اقناعی (ظنی) قرار دیا جیسے: علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے متبعین۔ اور بعض نے کہا یہ بھی قطعی ہے جیسے: امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے متبعین۔

**علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:** کہ آیت حجۃ اقناعیہ اور ملازمہ عادیہ ہے یعنی عادۃً ایسے ہی ہوتا ہے کہ جب امراء زیادہ ہوں تو ہر ایک دوسرے پر غلبہ چاہتا ہے جیسا کہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ کے فرمان میں اشارہ کیا گیا ہے ﴿ولعلا بعضھم علی بعض﴾ ترجمہ: اور ان کے بعض بعض پر غلبہ چاہتے ہیں۔ اور اگر فساد بالفعل مراد لیا جائے تو محض تعدد اس کو لازم نہیں کہ ہو سکتا ہے وہ اس نظام پر اتفاق کر لیں۔ جبکہ **امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ اس دلیل کے قطعی ہونے کی وجہ یہ ذکر کرتے ہیں:** کہ ملی یعنی مسلمان پر تو اس کے قطعی ہونے کا یقین رکھنا ضروری ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خداؤں کے متعدد ہونے کے ساتھ فساد کی خبر دی ہے اور جو مسلمان نہیں اس کو جبر ماننا ہوگا دین کے ثبوت کے واسطے۔ یا عادت کے لازم کرنے کی وجہ سے کہ علوم عادیہ علم قطعی میں داخل ہیں۔

## برہان التمانع:

اگر دو خدا ہوں تو ان کے درمیان "تمانع" بھی ممکن ہوگا یعنی مثلاً ایک زید کی حرکت کا ارادہ کرے اور دوسرا زید کے سکون کا کہ دونوں باتیں فی نفسہ ممکن ہیں اب اگر دونوں کا ارادہ پورا ہو تو اجتماع ضدین لازم آئے گا جو کہ محال ہے اور اگر ایک کا ارادہ پورا ہو اور دوسرے کا نہ ہو تو جس کا ارادہ پورا نہ ہو اس کا عاجز ہونا لازم آئے گا اور جو عاجز ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا لہذا تعدد محال ہے کیونکہ یہ تمانع یعنی محال کو مستلزم ہے اور جو چیز محال کو مستلزم ہو وہ خود بھی محال ہوتی ہے۔ فھاء

## سوال: اللہ تعالیٰ کے قدیم ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے قدیم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کوئی ابتداء نہیں یعنی اس کے وجود پر عدم نے سبقت نہیں کی اور یہی اس کے "ازلی" ہونے کا مطلب ہے۔ لفظ قدیم کا اللہ تعالیٰ کے وجود کو ثابت کرنے اور عدم کے سبقت کرنے کی نفی کے علاوہ کوئی اور معنی نہیں لہذا یہ اعتراض لازم نہیں آتا کہ قدم ذات قدیمہ پر

کوئی زائد معنی ہے۔قدیم یہاں "تطاول الزمان" کے معنی میں نہیں کیونکہ یہ حوادثات کی صفت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے﴿کالعرجون القدیم﴾ جیسے کھجور کی پرانی شاخ۔

## سوال:صفات ذاتیہ کون کون سی ہیں:

← حیات۔

← قدرت۔

← سمع۔

← بصر۔

← علم۔

← ارادہ۔

← کلام۔

## سوال:کون سی صفات اللہ تعالیٰ میں نہیں پائی جا سکتیں؟

جواب:درج ذیل ہے:

- عرض ہونا: کیونکہ یہ بذات خود قائم نہیں ہوتا بلکہ اپنے وجود میں غیر کا محتاج ہوتا ہے۔
- جسم: کیونکہ یہ حدوث کی دلیل ہے۔
- جوہر: کیونکہ یہ جسم کی جز ہے اور اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے۔
- مصور: نہیں ہے وہ۔یعنی اس کی خاص شکل وصورت نہیں ہے کیونکہ یہ جسم کا خاصہ ہے۔
- اس کی کوئی حد نہیں ہے۔
- نہ ہی اسے گنا جا سکتا ہے۔
- وہ جز نہیں ہے۔
- اور نہ ہی مرکب۔

- نہ ہی اس کی کوئی انتہاء ہے۔
- نہ اس کے لیے زمان و مکان ہے۔
- اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔

## سوال: اللہ تعالٰی کے لئے صفات کے اثبات کے حوالہ سے کتنے گروہ ہیں؟

جواب:

جواب: درج ذیل ہیں:

☆ مذہب حق اہل سنت کا موقف: اللہ تعالٰی کے لئے صفات کو ثابت کرتے ہیں۔

☆ جمہور باطنیہ نے اللہ تعالٰی کے لئے صفات کے اثبات کا انکار کیا اور کہا ہر وہ چیز جس کا مخلوق پر اطلاق جائز ہے اللہ تعالٰی پر اس کا اطلاق جائز نہیں۔

☆ باطنیہ میں سے ایک گروہ نے کہا اس پر صفات کا اطلاق جائز نہیں مگر بطریق سلب یعنی ہم یوں نہیں کہیں گے کہ وہ موجود ہے بلکہ کہیں گے وہ معدوم نہیں وغیرہ۔

☆ کرامیہ نے صفات کے حدوث اور زوال کو جائز قرار دیا۔

☆ ان میں سے گروہ مشبہۃ نے اللہ جل وعلا کی صفات کو مخلوق کی صفات کے ساتھ تشبیہ دی۔

☆ معتزلہ نے اللہ تعالٰی کی ذات کے علاوہ صفات کے وجود کا انکار کیا اور کہا وہ عالم ہے بغیر علم کے، قادر ہے بغیر قدرت کے۔ سوائے اہل سنت کے یہ سب گروہ باطل و مردود ہیں۔

## سوال: اللہ تعالٰی کی صفات اس کی ذات کا عین ہیں یا غیر؟

جواب:اللہ تعالیٰ کی صفات نہ اس کی ذات کا عین ہیں کیونکہ ان کا مفہوم ذات کے مفہوم کا غیر ہے اور نہ ہی غیر ہیں کیونکہ یہ اس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں اور اس سے جدا نہیں ہوتیں لہذا تعدد قدماء کا اعتراض لازم نہیں آتا اور نصاریٰ نے اقانیم ثلاثہ کو ثابت کیا جو وجود، علم اور حیات ہیں اور ان کا نام انہوں نے باپ، بیٹا اور روح القدس رکھا نیز اقنومِ علم کا انتقال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدن کی طرف جائز قرار دیا یعنی انہوں نے انفصال اور انتقال کو جائز قرار دیا لہذا تغایر ثابت ہو گیا، خلاصہ کلام یہ ہے کہ ذوات قدیمہ کا تعدد محال ہے نہ کہ ذات اور صفات کا۔

## سوال: صفت کلام کی وضاحت کریں؟

جواب: کلام اللہ جل وعلا کی صفت ہے جو قدیم اور اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے، حرف اور آواز سے پاک ہے، اس کو کلام نفسی کہا جاتا ہے اور اس کو عربی یا عبرانی زبان کے ساتھ موصوف نہیں کیا جائے گا۔اللہ تعالیٰ کے متکلم ہونے پر انبیاء کا اجماع ہے کہ وہ فرماتے ہیں:أُمر بِکذا (یعنی اس چیز کا حکم دیا گیا)،ونُهِی عن کذا (اس سے منع کیا گیا)،أُخبِر بکذا (اس کی خبر دی گئی)۔

لغۃً کے اعتبار سے متکلم اس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ کلام قائم ہو نہ کہ اس کو جو غیر میں حروف کو وجود دے لہذا معتزلہ کا یہ کہنا کہ اللہ کے متکلم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ غیر میں حروف اور آواز کو پیدا کرتا ہے یہ لغت کے مخالف ہے۔اصل کلام کا منکر کافر ہے کیونکہ یہ قرآن اور اجماع سے ثابت ہے اسی طرح اس کے قدیم ہونے کا منکر بھی کافر ہے اگر وہ ایسا معنی مراد لے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔

امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کلام نفسی کو سنا جاسکتا ہے اور امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا منع منقول ہے جبکہ صاحب تبصرہ نے اس منع پر منع وارد کیا ہے، اختلاف حقیقت میں اس کلام کے بارے میں ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا تھا، امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کلام نفسی کو سنا تھا جبکہ امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس آواز کو سنا تھا جو کلام باری تعالیٰ پر دال تھی۔

## سوال:صفت کلام میں مخالف کون کون سے گروہ ہیں؟

جواب: درج ذیل ہیں:

- حنابلہ میں سے مبتدعہ: انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا کلام حروف اور آواز سمیت قدیم ہے، اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے حتیٰ کہ بعض نے تو جلد اور غلاف کو بھی قدیم کہہ دیا۔ یہ قول بدیہی طور پر باطل ہے۔
- کرامیہ: انہوں نے بھی حنابلہ کی طرح کہا کہ آواز اور حروف اس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں لیکن اس کو قدیم نہیں مانا بلکہ حادث جانا اور کہا کہ حوادثات کا قیام اس کی ذات کے ساتھ جائز ہے۔ (معاذاللہ)
- معتزلہ: انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا کلام آواز اور حروف ہے جس کو وہ غیر میں پیدا کرتا ہے جیسے: لوح محفوظ، جبریل اور رسول اور یہ ان کے نزدیک حادث ہے۔

## سوال: صفت تکوین کی وضاحت کریں؟

جواب: جواب: اللہ جل ذکرہ افعال کی ان صفات کے ساتھ متصف ہے جو تاثیر پر دلالت کرتی ہیں جیسے: خالق، باری، المصور، رازق، المحیی، الممیت۔ ان تمام کو صفت "تکـــــوین" جامع ہے اس اعتبار سے کہ یہ تمام اس کے تحت داخل ہیں اور یہ ان سب پر صادق آتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے ﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْــٴًـا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ﴾ ترجمہ: اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ اللہ جل وعلا کے خالق، رازق، محیی اور مُمِیت ہونے میں اہل سنت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ماتریدیہ کے نزدیک اس کی ذات کے مقتضیٰ کی وجہ سے اور اشاعرہ کے نزدیک اس اعتبار سے کہ وہ عنقریب پیدا کرے گا۔ اختلاف ترزیق، تخلیق، احیاء اور اماتت وغیرہ میں ہے جس کو

تکوین سے تعبیر کیا جاتا ہے ماتریدیہ کے نزدیک پہلی صفات کی طرح یہ بھی قدیم ہیں جبکہ اشاعرہ کے نزدیک یہ حادث ہیں کیونکہ ان کے مطابق یہ قدرت کے تعلق کا نام ہیں۔

## سوال: صفت ارادہ کی وضاحت کریں؟

جواب: ارادہ اللہ جل وعلا کی صفت وجودیہ ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے، مقدور کی تخصیص کو ثابت کرتی ہے اس کے وقتِ ایجاد کے خصوص کے ساتھ اور جس کو ارادہ نے ثابت کیا علم ازل سے اس کے متعلق ہوتا ہے اور اس کا علم حادث کے حدوث کی وجہ سے اب حاصل نہیں ہوا جیسا کہ جہم بن صفوان اور ہشام بن حکیم نے گمان کیا اور نہ ہی ہر مراد کے اعتبار سے ارادہ ثابت ہوتا ہے جیسا کہ کرامیہ نے گمان کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ وتقدس حوادث کا محل ہونے سے پاک ہے۔

یاد رہے ارادہ اور مشیت آپس میں مترادف ہیں اور ان کے قریب لفظِ اختیار ہے تو یہ تینوں قدیم ہیں نہ یہ کہ جیسے گمان کیا گیا کہ مشیت قدیم ہے اور ارادہ حادث ہے جبکہ بعض نے کہا: اُس کے اپنے فعل کے ارادہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس پر مجبور، مغلوب نہیں اور نہ ہی بھولتا ہے اور غیر کے فعل کے ارادہ کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کا حکم دیا ہے۔

تمام فرقوں نے اللہ تعالیٰ کے مرید ہونے پر اتفاق کیا ہے اگرچہ ارادت کے معنی میں ان کے درمیان اختلاف ہے اور اس پر درج ذیل آیات دال ہیں:﴿ یُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تنگی نہیں چاہتا۔﴿وما تشاءُون الا ان یشاء اللّٰه رب العٰلمین﴾ ترجمہ: تم کیا چاہو جب تک اللہ نہ چاہے جو مالک سارے جہان کا ہے۔﴿وربك يخلق ما يشاء و يختار﴾ ترجمہ: اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جسے چاہتا اور پسند کرتا ہے۔

## سوال: مسئلہ دیدار باری تعالیٰ کی کچھ وضاحت کر دیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے لئے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے متعلق اہل سنت کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا آپ ﷺ کو دیدار باری ہوا یا نہیں، راجح یہی ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ جل شانہ کا جاگتی آنکھوں سے دیدار کیا اور آخرت میں اہل سنت کے ہاں بالاتفاق اللہ کا دیدار ہو گا جبکہ معتزلہ اس کا مطلقاً انکار کرتے ہیں۔ یاد رہے دنیا میں خواب کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے جلووں کا دیدار ممکن ہے جمہور کے نزدیک اور کئی اسلاف جیسے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول بھی ہے جبکہ امام ابو منصور ماتریدی اور مشائخ سمرقند اس کا انکار کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے علاوہ جو دنیا میں جاگتی آنکھوں سے دیدار باری کا دعوی کرے ایسے شخص کو علماء نے کافر قرار دیا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی زیارت جاگتے ہوئے اور خواب میں دونوں طرح بالاتفاق جائز ہے اور کئی سلف و خلف سے منقول ہے۔

معتزلہ عدم رُؤیۃ پر دلیل یہ دیتے ہیں کہ جب ہم کسی چیز کو دیکھتے ہیں پھر آنکھیں بند کرتے ہیں تو ہم تصور میں اس چیز کو واضح طور پر جانتے ہیں لیکن پہلے صورت میں ہم نے ایک امر زائد کو جانا۔ ایسے ہی جب ہم نے کسی چیز کے بارے مکمل طور پر سنا ہو اور اس کے تمام اوصاف ہمیں معلوم ہوں لیکن جب ہم اس کو آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو بدیہی طور پر ہم دونوں حالتوں میں فرق محسوس کرتے ہیں اور اسی کیفیت کو ہم رُؤیۃ کہتے ہیں جس کے لئے ضروری ہے کہ جو چیز آنکھوں سے دیکھی جائے وہ کسی نہ کسی جہت میں ہو، مخصوص فاصلہ پر ہو وغیرہ اور اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک ہے۔ جبکہ ہم کہتے ہیں یہ محض تمہارا قیاس ہے اور اس کے مقابلہ میں ہمارے پاس قرآن وحدیث سے کئی دلائل موجود ہیں۔ پھر اس دیدار کی کیفیت کیسی

ہو گی اس کے متعلق ہمارے علمائے اہل سنت فرماتے ہیں کہ جب جنت میں اسے دیکھیں گے تو پھر پتہ چلے گا۔

## سوال: "اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال کا خالق ہے" اس کی وضاحت کر دیں؟

جواب: اللہ جل ذکرہ بندوں کے تمام افعال کا خالق ہے وہ اچھے ہوں یا برے اگرچہ برے افعال کی ادباً اس کی طرف نسبت نہیں کی جائے گی اور بندے کاسب ہیں جبکہ معتزلہ کہتے ہیں بندے اپنے برے افعال کے خود خالق ہیں۔ امام الائمہ، سراج الامہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک معتزلی سے مناظرہ ہوا جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہو "ب" اس نے کہا: "ب" پھر فرمایا: کہو "دال" اس نے کہا "دال" پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر تو اپنے افعال کا خود خالق ہے تو "ب" کو "دال" کے مخرج سے نکال کر دیکھا جس پر معتزلی لاجواب ہو گیا۔

# ہمارے دیگر کتب کے نوٹس اور مختصر تالیفات کے نام

- فتاویٰ شامی کتاب الطلاق کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- کتاب البیوع کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- کتاب الوقف کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- المعتقد المنتقد کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- الاشباہ والنظائر کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- شرح عقود رسم المفتی کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- عقیدۂ طحاویہ کے معروضی سوالات۔
- اجل الاعلام کا خلاصہ اور نقشہ جات۔
- نور الایضاح کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- قدوری شریف کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- ہدایہ شریف کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- اصول الشاشی کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- کافیہ کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- ہدایۃ النحو کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- مرقات کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- شرح عقائد نسفی کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- تیسیر مصطلح الحدیث کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- مناظرہ رشیدیہ کی تعریف۔

- تلخیص المفتاح کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- دروس البلاغہ کے نوٹس سوالاً جواباً۔
- المعتقد المنتقد کے معروضی سوالات۔
- علم حدیث اور فقہاء احناف۔
- امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ حیات وخدمات۔
- اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حیات وخدمات۔
- سیرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔
- حجیت حدیث اور منکرین حدیث کارد۔
- ویلنٹائن ڈے ایک تحقیقی مقالہ۔
- محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اور انسانی حقوق۔
- قواعد النحو۔
- سات روزہ دورۂ نحو۔
- تراجم المصنفین۔
- وغیرہ مختصر ومطول کتب۔

**یہ سب کتب اور نوٹس پڑھنے اور فری ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے گوگل پر اُردو میں سرچ کریں: احمد نواز قادری عطاری کے نوٹس۔**

احمد نواز قادری عطاری جلالی